

مرزا غلام احمد قادیانی حنفی یا اہلحدیث؟

تحریر: ابوالنعمان رضا

www.khatmenabowat.com

www.islamieducation.com

ابتدائیہ

الحمد لله وحده والصلوة والسلام علي من لا نبي بعده اما بعد بسم الله الرحمن الرحيم

عقیدہ ختم نبوت پر مجاہد ختم نبوت مفتی محمد امین قادری عطاری رحمۃ اللہ علیہ کی مایہ ناز کتاب بنام عقیدہ ختم النبوة پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ جو عقیدہ ختم نبوت پر علمائے اہلسنت و جماعت کی تحقیقی کتب و رسائل کا انسائیکلو پیڈیا ہے۔ اس کتاب کی پہلی جلد میں مفتی غلام دستگیر قسوری رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف بنام تحقیقات دستگیریہ فی رد ہفوات برہانیہ کا مطالعہ کیا، جس سے مرزائیت کی تاریخ اور مرزا غلام احمد قادیانی کذاب کے عقائد و نظریات کا علم ہوا۔ وہیں ایک بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ مرزا غلام احمد قادیانی غیر مقلد تھا۔ (غیر مقلدین کو عرف عام میں وہابی کہا جاتا ہے اور جو خود کو بزعم خویش اہلحدیث کہلاتے ہیں)۔

مجاہد ختم نبوت مفتی محمد امین قادری رحمۃ اللہ علیہ مقدمہ میں لکھتے ہیں:

دجال مرزا غلام احمد قادیانی ۲۰ - ۱۸۳۹ء میں ضلع گورداس پور تحصیل بٹالہ کے گاؤں قادیان میں پیدا ہوا اور ابتداءً غیر مقلد یعنی اہل حدیث تھا۔

اس بات کی تائید خود مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد بھی کرتا ہے، چنانچہ لکھتا ہے:

(مرزا قادیانی اہلحدیثوں کی فقہ پر عمل کرتے ہوئے) ہاتھ سینے پر باندھتے، دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کا سہارا لیتے، رفع یدین کرتے تھے، تہجد میں دو رکعت وتر جدا پڑھتے اور پھر سلام پھیر کر ایک رکعت پڑھتے تھے۔ (سیرت المہدی، حصہ سوم، صفحہ ۴۸، سن اشاعت اپریل ۱۹۳۹)

نیز مرزا بشیر احمد قادیانی مزید لکھتا ہے :

مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) بڑی سختی کے ساتھ اس بات پر زور دیتے تھے کہ مقتدی کو امام کے پیچھے بھی سورۃ فاتحہ پڑھنی ضروری ہے۔
(سیرت المہدی، حصہ دوم، صفحہ ۴۹، سن اشاعت اپریل ۱۹۳۹)

مرزا بشیر احمد قادیانی نے اپنے والد مرزا غلام احمد قادیانی دجال کے پوشیدہ مذہب سے پردہ اٹھاتے ہوئے لکھا:

عقلانہ و تعامل کے لحاظ سے دیکھیں تو آپ (مرزا قادیانی) کا طریق حنیفوں کی نسبت اہل حدیث سے زیادہ ملتا جلتا ہے۔ (سیرت المہدی، حصہ دوم، صفحہ ۴۹، سن اشاعت اپریل ۱۹۳۹)

علمائے اہلسنت و جماعت نے مرزا قادیانی کا سب سے پہلے رد فرمایا، اور اُس کی حقیقت عوام اہل اسلام کے سامنے واضح کی، جیسا کہ حضرت مولانا محمد حیدر اللہ خان نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب درۃ الدرانی علی ردة القادیانی کی تمہید میں رقمطراز ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی جو در حقیقت اسی فرقہ نجدیہ (وہابی اہلحدیث) کے ممتاز کلمات ہیں۔ (درۃ الدرانی علی ردة القادیانی، صفحہ ۸)

مزید لکھتے ہیں کہ:

اور انہیں وہابیہ کی ایک صنف فرقہ نیچریہ اور فرقہ قادیانی ہے۔ (درۃ الدرانی علی ردة القادیانی، صفحہ

(۸۶)

دجال قادیانی کے خلاف سب سے پہلے میدان میں اترنے والے مجاہد ختم نبوت مفتی غلام دستگیر
قصوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب تحقیقات دستگیریہ فی رد ہفوات برہانیہ میں لکھتے ہیں:

واضح ہو کہ مرزا غلام احمد قادیانی پنجابی جو علماء غیر مقلدین سے ہے۔ (تحقیقات دستگیریہ فی رد
ہفوات برہانیہ، صفحہ ۱)

یاد رہے کہ یہ کتاب مفتی غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا غلام احمد قادیانی کے رد
میں ۱۸۸۳-۱۳۰۱ میں لکھی، جس وقت علمائے وہابیہ مرزا قادیانی کے ہم پیالہ و ہم نوالہ ہوا
کرتے تھے۔ اور یہ محض واہمہ نہیں بلکہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ جسے اکابرین وہابیہ نے بھی تسلیم
کیا ہے کہ مرزا قادیانی فی الواقع غیر مقلد (یعنی وہابی اہلحدیث) تھا۔ جس کی تفصیل آگے ذکر
ہوگی۔ بطور نمونہ فرقہ اہل حدیث کے نامور علماء کے کچھ تاثرات ذیل میں ذکر کیے جاتے ہیں۔

مولوی عنایت اللہ گجراتی کا اقرار

اہلحدیثوں کے نامور عالم مولوی عنایت اللہ گجراتی رقمطراز ہیں:

۱۱۹ اگست ۱۹۶۲ کو میں ظہر پڑھ کر بلوغ المرام پڑھا رہا تھا کہ دو مسافر تشریف لائے اور ظہر و عصر
دونوں کو بصورت جمع پڑھا تو میں سمجھ گیا کہ یہ احمدی (یعنی قادیانی) ہوں گے۔ چنانچہ فارغ ہو
کر ایک صاحب نے فرمایا کہ ربوہ سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔۔۔ انہوں (قاضی
محمد نذیر لائل پوری قادیانی اور حکیم عبداللطیف شاہد) نے باتوں باتوں میں یوں بھی فرمایا تھا کہ
اکثر اہلحدیث احمدی (یعنی قادیانی) ہوئے ہیں۔ میں نے کہا مرزا صاحب تو خفی تھے، فرمایا: کہ
نہیں وہ بھی اہلحدیث ہی تھے۔ (العطر البلیغ، صفحہ ۱۵۶ / نجد سے قادیان براستہ دیوبند، صفحہ ۱۳۵-۱۳۶)

دیکھ لیجئے! مولوی عنایت اللہ گجراتی کی غلط فہمی کا ازالہ ہو گیا اور انہوں نے بھی فخر سے روایت فرمایا کہ مرزا جی حنفی نہیں اہلحدیث ہی تھے۔ اور آخر انکار بھی کیسے ممکن تھا جبکہ قاضی ندیر لائل پوری قادیانی نے پورے وثوق سے مرزا قادیانی کے اہلحدیث ہونے کی شہادت دی تھی۔ اور قاضی صاحب کوئی معمولی شخصیت نہیں بلکہ یہ وہی قاضی ندیر لائل پوری ہیں جو قادیانیوں کی درسگاہ جامعہ احمدیہ ربوہ کے پرنسپل رہ چکے ہیں اور مرزا قادیانی اور مرزائیوں کے دفاع میں کئی کتابیں بھی لکھ چکے ہیں۔

جمعیت اہل حدیث کے امیر کا اقرار

جمعیت اہلحدیث کے امیر مولوی اسماعیل سلفی کانگریسی (گوجرانوالہ) نے مولوی عنایت اللہ اثری گجراتی کو خط میں لکھا:

سر سید (نیچری علی گڑھ)، مرزا غلام احمد (قادیانی)، عبد اللہ چکڑالوی، مولوی چراغ علی سب غیر مقلد ہیں، اہل حدیث نہیں۔ (نظر حذیم، صفحہ ۱۳۳ نجد سے قادیان براستہ دیوبند، صفحہ ۱۳۵)

کیا عجیب تماشہ ہے!

وہابیوں کے شیخ الاسلام مولوی اسماعیل سلفی نے یہ اقرار تو کر لیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کسی بھی امام کا مقلد نہیں تھا یعنی غیر مقلد تھا۔ لیکن عیاری دیکھئے! کہ غیر مقلد کہنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی لکھ رہے ہیں کہ اہلحدیث نہیں۔ کوئی مولوی اسماعیل سلفی کی قبر پر جا کر ہی انہیں سمجھا دے کہ سلفی صاحب آجکل اہلحدیث انہی بیمار ذہنوں کو کہا جاتا ہے جو خود کو تقلید سے آزاد سمجھتے ہیں

اور آپ ہیں کہ مرزا جی کو غیر مقلد ماننے کے باوجود اہلحدیث ماننے کو تیار نہیں۔ آخر آپ کے نزدیک غیر مقلدیت اور اہلحدیث ہونے میں بھلا کیا فرق ہے؟

اہلحدیث ' قادیانیت کی دہلیز

نامور اہلحدیث قاضی عبدالاحد خانپوری لکھتے ہیں:

پس اس زمانہ کے جھوٹے اہل حدیث مبتدعین مخالفین سلف صالحین جو حقیقتِ ماجاء بہ رسول سے جاہل ہیں۔ وہ اس صفت میں وارث اور خلیفہ ہوئے ہیں شیعہ و روافض کے، یعنی جس طرح شیعہ پہلے زمانوں میں باب اور دہلیز کفر و نفاق کی تھے اور مدخل ملاحظہ و زنادقہ کا تھا اسلام کی طرف۔ اسی طرح یہ جاہل بدعتی اہل حدیث اس زمانہ میں باب اور دہلیز اور مدخل ہیں ملاحظہ اور زنادقہ منافقین کے بعینہ مثل اہل تشیع کے۔ دیکھو ملاحظہ نیچر یہ جو کفار اور منافقین ہیں وہ بھی انہی کے باب اور دہلیز اور مدخل سے داخل ہوئے اور انہی کو گمراہ کر کے ان سے اپنا حصہ مفروضہ کامل اور وافی مثل شیطان کے لے لیا۔ پھر ملاحظہ مرزائیہ قادیانیہ نکلے تو انہوں نے بھی انہی کے باب اور دہلیز اور مدخل سے داخل ہونا اختیار کیا اور جماعات کثیرہ کو ان میں سے مرتد اور منافق بنا دیا۔ اور جب ملاحظہ زنادقہ چکڑالویہ نکلے تو وہ بھی انہی کے دہلیز اور دروازہ سے داخل ہوئے اور ایک خلق کو انہوں نے مرتد بنا دیا اور جب یہ مولوی ثناء اللہ خاتمۃ الملحدین نکلا تو وہ بھی انہی جہال اہل حدیث کے باب اور دہلیز سے داخل ہو کر۔۔۔ (کتاب

التوحید والسنۃ، جلد ۱، صفحہ ۲۶۲ / نجد سے قادیان براستہ دیوبند، صفحہ ۱۳۷-۱۳۸)

مرزا غلام احمد قادیانی کا اقرار

اب قادیانیت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کذاب کا اقراری بیان بھی پڑھ لیجئے۔۔۔ چنانچہ مرزا قادیانی لکھتا ہے:

یاد رکھیں! کہ ہماری جماعت (جماعت احمدیہ) بہ نسبت عبداللہ (چکڑالوی) کے اہلحدیث سے اقرب ہے۔ (روحانی خزائن جلد ۱۹، ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی، صفحہ ۲۱۲)

مرزا غلام احمد قادیانی اور اُس کے بیٹے خلیفہ اول مرزا بشیر احمد قادیانی سمیت کئی نامور علمائے اہلحدیث کے اقرار کر لینے کے بعد یہ بات بالکل واضح ہو چکی کہ مرزا قادیانی غیر مقلد اہلحدیث تھا۔

اس مضمون کا کچھ حصہ ہم نے بتاریخ 8 ستمبر 2008 انٹرنیٹ پر اہلسنت کے ترجمان فارم اسلامی محفل پر ارسال کیا جسے کافی پذیرائی حاصل ہوئی، یہاں تک کہ ایک دیوبندی صاحب نے اپنے اکابرین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہمارے مضمون کو اپنے نام سے دیوبندی فارم پر شائع کیا۔ اس دوران دیگر مشاغل و مصروفیات کے باوجود قادیانیت کا مطالعہ بھی جاری رہا چنانچہ دوران تحقیق مزید نئے حوالہ جات سامنے آتے رہے اور ایسے ایسے انکشافات ہوئے جنہوں نے ہمیں ایک بار پھر اس مضمون میں اضافہ کرنے پر مجبور کر دیا۔ لیکن وقت کی تنگی کے باعث تاخیر ہوتی رہی تاہم وقتاً فوقتاً اس موضوع پر مزید کام بھی ہوتا رہا اور بالآخر یہ مضمون اپنے عنوان پر ایک یادگار دستاویز کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ تحقیق کرنے والوں کیلئے یقیناً یہ کتاب مفید ثابت

ہوگی، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور ہمارے لیے اسے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین
ﷺ

مرزا قادیانی اور فقہ حنفی

حنفیت کا لیبل

حافظ روشن علی صاحب نے مجھ (مرزا بشیر احمد قادیانی) سے بیان کیا کہ ایک دفعہ کسی دینی ضرورت کے تحت مرزا (غلام احمد) قادیانی نے مولوی نور الدین صاحب (خلیفہ مرزا قادیانی) کو کہا کہ آپ یہ اعلان فرمادیں کہ میں حنفی المذہب ہوں حالانکہ آپ جانتے تھے کہ مولوی صاحب عقیدتاً اہل حدیث تھے۔

مرزا قادیانی اپنے خلیفہ کو حنفی المذہب ہونے کا اعلان کروانے پر کیوں مُصر تھے؟ آخر ایسی کونسی دینی ضرورت تھی جس کی خاطر ایک اہل حدیث کو حنفی کہلانے کے احکامات جاری کیے جا رہے تھے۔۔۔ اس کا احوال مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد سے سُنئے۔۔۔ لکھتے ہیں:

خاکسار (مرزا بشیر احمد) عرض کرتا ہے کہ احمدیت کے چرچے سے قبل ہندوستان میں اہل حدیث کا بڑا چرچا تھا اور حنفیوں اور اہل حدیث کے درمیان (جن کو عموماً لوگ وہابی کہتے تھے) بڑی مخالفت تھی اور آپس میں مناظرے اور مباحثے ہوتے رہتے تھے اور یہ دونوں گروہ ایک دوسرے کے گویا جانی دشمن تھے اور ایک دوسرے کے خلاف فتویٰ بازی کا میدان گرم تھا۔ مرزا قادیانی دراصل دعویٰ سے قبل بھی کسی گروہ سے اس قسم کا تعلق نہیں رکھتے تھے۔ جس سے تعصب یا جتھہ بندی کا رنگ ظاہر ہو لیکن اصولاً مرزا قادیانی اپنے آپ کو حنفی ظاہر فرماتے تھے۔

سنا آپ نے؟۔۔۔ مرزا جی اپنے آپ کو اور اپنے خلفاء کو جانی دشمنیوں اور فتووں کی زد سے بچانے کیلئے خود کو حنفی ظاہر کرتے تھے اور خلفاء کو اعلانِ حنفیت کے مشورے دیتے تھے جبکہ حقیقت کیا تھی۔۔۔ یہ بھی مرزا کے بیٹے سے ہی سُنئے۔۔۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

حالانکہ اگر عقائد و تعامل کے لحاظ سے دیکھیں تو آپ کا طریقہ حنفیوں کی نسبت اہل حدیث سے زیادہ ملتا ہے۔ (سیرت المہدی، جلد اول، حصہ دوم، صفحہ ۳۳۳-۳۳۴)

یہ بات تو واضح ہو چکی کہ مرزا جی محض ظاہری طور پر حنفیت کا لیبل خود پر چپکائے ہوئے تھے اب اس کے پیچھے چھپے راز کی تفصیل خود دجال قادیانی کی زبانی سن لیجئے، چنانچہ مولوی بہاؤ الدین احمد آبادی نے مرزا قادیانی کذاب سے پوچھا کہ مکتوباتِ امام ربانی میں مسیح موعود کی نسبت لکھا ہے کہ وہ حنفی مذہب پر ہوگا، اس کا کیا مطلب ہے؟۔۔۔ اس کا جواب دیتے ہوئے مرزا قادیانی یوں گویا ہوئے:

اس سے یہ مراد ہے کہ جیسے حضرت امام اعظمؒ قرآن شریف ہی سے استدلال کرتے تھے اسی طرح مسیح موعود بھی قرآن شریف ہی کے علوم اور حقائق کو لے کر آئے گا۔ چنانچہ اپنے مکتوبات میں دوسری جگہ انہوں نے اس راز کو بھی کھول دیا ہے اور خصوصیت سے ذکر کیا ہے کہ مسیح موعود کو قرآنی حقائق کا علم دیا جائے گا۔ (ملفوظات، حصہ دوم، صفحہ ۳۲۹)

کچھ سمجھے آپ؟۔۔۔ مرزا کذاب اپنے آپ کو حنفی اس لیے ظاہر کرتا تھا تا کہ وہ خود کو مہدی ثابت کر سکے کیوں کہ مجدد الف ثانی نے مکتوبات میں امام مہدی کو حنفی المذہب لکھا ہے۔ حالانکہ اگر مرزا لعین کے فقہ حنفی کے متعلق خیالات ملاحظہ کیے جائیں تو کوئی صاحبِ عقل اُسے حنفی باور کروانے کی کوشش نہیں کرے گا۔

فقہ حنفی کے بارے میں مرزا کے خیالات

رہے حنفی تو ان میں بد قسمتی سے اقوالِ مردودہ اور بدعات نے دخل پالیا ہے۔ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ تو اعلیٰ درجہ کے متقی تھے مگر ان کے پیروؤں میں جب روحانیت نہ رہی تو انہوں نے اور بدعتوں کو داخل کر لیا اور تقلید میں انہوں نے یہاں تک غلو کیا کہ ان لوگوں کے اقوال کو جن کی عصمت کا قرآن دغوی نہیں کرتا رسول کریم ﷺ کے اقوال پر بھی فضیلت دے دی۔ اور اپنے اغراض اور مقاصد کو مد نظر رکھ کر امام صاحب کے اقوال کی جس طرح چاہا تاویل کر لی۔ (ملفوظات، حصہ دوم، صفحہ ۳۵۶)

مزید لکھتے ہیں:

حنفی شافعی مالکی نام، سب بدعت

لوگوں نے جو اپنے نام حنفی شافعی وغیرہ رکھے ہیں یہ سب بدعت ہیں۔۔۔ کسی نے اپنے آپ کو حنفی کہا اور کسی نے مالکی اور کسی نے شیعہ اور کسی نے سنی مگر رسول کریم ﷺ کے صرف دو ہی نام تھے محمد اور احمد ﷺ اور مسلمانوں کے دو ہی فرقے ہو سکتے ہیں محمدی یا احمدی۔ محمدی اُس وقت جب جلال کا اظہار ہو احمدی اس وقت جب جمال کا اظہار ہو۔ (ملفوظات، حصہ ۲، صفحہ ۲۰۸)

مزید لکھتے ہیں:

ان (حنفیوں) کے بعض مسائل ایسے ہیں کہ قیاس صحیح کے بھی خلاف ہیں۔ ایسی حالت میں

احمدی (یعنی قادیانی) علماء کا اجتہاد اولیٰ بالعمل ہے۔ (ملفوظات، حصہ ۵، صفحہ ۱۲۴)

دیکھا آپ نے! مرزا قادیانی کے نزدیک حنفی شافعی مالکی حنبلی سب بدعت ہیں۔ اصل میں مسلمانوں کو محمدی اور احمدی ہونا چاہیے۔ جو شخص حنفی نام سے ہی چڑتا ہو اور مذہب حنفی میں کیڑے نکالتا ہو اور یہاں تک الزام لگانے سے گریزنہ کرتا ہو کہ حنفیوں نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو منصب نبوت پر فائز کر دیا بھلا وہ شخص حنفی کیسے ہو سکتا ہے؟۔۔۔ فاعتبروا یا اولیٰ الابصار

مرزا قادیانی کے وہابیوں سے تعلقات

داستانِ عشق و محبت

مولوی سراج الحق قادیانی تذکرۃ المہدی میں مرزا دجال کیساتھ اپنے ایک مکالمہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ایک روز حضرت (مرزا قادیانی) سے عرض کیا کہ حضور یہ وہابی غیر مقلد ناپاک فرقہ (میں اُس وقت تک سخت متعصب حنفی تھا) جو ہے اس کی نسبت آپ کیا فرماتے ہیں؟

آپ سنکر اور ہنسر خاموش ہو گئے اور کچھ جواب نہ دیا۔ دوسرے روز پھر میں نے ذکر کیا فرمایا کہ یہ فرقہ بھی خدا کی طرف سے ہے، بُرا نہیں ہے۔ جب لوگوں نے تقلید اور حنفیت پر یہاں تک زور دیا کہ ائمہ اربعہ کو منصب نبوت دے دیا تو خدا نے اپنی مصلحت سے اس (وہابی) فرقہ کو پیدا کیا تاکہ مقلد لوگ راہِ راست اور درمیانی صورت میں رہیں۔ صرف اتنی بات ان میں

ضرور بُری ہے کہ ہر ایک شخص بجائے خود مجتہد اور امام بن بیٹھا اور ائمہ اربعہ کو برا کہنے لگا۔ میں نے عرض کیا کہ اس فرقہ کے بانی اور پیشوا مولوی نذیر حسین صاحب (وہابی) کی نسبت آپ کیا فرماتے ہیں؟۔۔۔ فرمایا کہ ہمارا مولوی نذیر حسین صاحب پر نیک گمان ہے وہ بھی ولی اللہ ہے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور میں نے مولوی نذیر حسین صاحب کی نسبت بہت کچھ بُرا کہا ہے۔ فرمایا: معاف کرانا چاہئے وہ شخص بُرا نہیں جیسا کہ لوگ گمان کرتے ہیں ویسا نہیں ہے۔ پھر میں جب حضرت اقدس کی خدمت سے رخصت ہوا تو دہلی میں آ کر مولوی نذیر حسین صاحب کے مکان پر گیا اور آواز دی مولوی صاحب نے ایک لڑکا اندر سے بھیجا کہ دریافت کرے کہ کون ہے میں نے کہا کہ ایک مسافر ہوں۔ آپ باہر آویں کچھ کام ہے مولوی صاحب باہر آئے اور السلام علیکم کیا اور کہا کیا کام ہے؟ میں نے کہا آرام سے بیٹھ کر پوچھئے کوئی چارپائی منگوائیے۔ مولوی صاحب نے چارپائی منگوائی ہم دونوں بیٹھ گئے۔ فرمایا آپ کہاں رہتے ہیں؟ میں نے کہا میں رہتا تو سرسادہ ضلع سہارن پور میں ہوں لیکن اب قادیان سے آرہا ہوں۔ کہا حضرت مرزا غلام احمد صاحب سے بھی ملے؟ میں نے کہا: ہاں! اُن کے پاس سے ہی آرہا ہوں۔ کہا کہ بہت اچھا ہوا جو آپ وہاں گئے اور ملے اور وہ (مرزا قادیانی) اُن مقدس لوگوں میں سے ہیں جو پہلے مقدس ہو گزرے ہیں۔۔۔ میں نے تمام سرگذشت قادیان کی بیان کی اور کہا کہ اب میں حسب الارشاد آپ کے پاس آیا ہوں کہ جو میں نے آپ کی نسبت گستاخی کی یا کلمات بیجا کہے ہیں اُن کی معافی چاہتا ہوں۔ مولوی صاحب نے کہا کہ میں نے اللہ کے واسطے معاف کیا اب جو قادیان جاؤ تو حضرت مرزا صاحب سے میرا سلام مسنون کہدینا۔ پھر میں چلا آیا۔

(تذکرۃ المہدی، حصہ اول، صفحہ ۲۱۳-۲۱۵)

سبحان اللہ! عشق و محبت کی کیا دلچسپ داستان ہے۔۔۔ کچھ دیکھا آپ نے؟۔۔۔ اُدھر سے ولی اللہ کی سند دی گئی اور اُدھر سے مقدس ہستیوں میں شمار کیا گیا۔۔۔ سلام مسنون کا نذرانہ عقیدت کی بلندیاں چھو رہا ہے۔۔۔ یہ تھی عقیدت مرزا قادیانی کو اہلحدیثوں سے اور اہلحدیثوں کو مرزا قادیانی سے۔ اب اس سے بڑی سند تو یہ ایک دوسرے کو دے نہیں سکتے تھے ورنہ وہ بھی دے دیتے۔ یہ اَسناد بھی کم نہیں، مولوی نذیر حسین وہابی کو کچھ نہ سوچھا تو انہوں نے مرزا کو مقدس لوگوں میں شمار کر دیا۔ فیا للعجب!

غور طلب بات یہ ہے کہ عشق و محبت کی اس داستان کا راوی خود اپنا واقعہ بیان کر کے کہہ رہا ہے کہ میں پہلے سخت متعصب حنفی تھا۔ اس کا مطلب بھی صاف ہے کہ سراج الحق صاحب اب مرزا قادیانی کی اصلاح کے بعد حنفی نہ رہے بلکہ قادیانی وہابی ہو گئے۔

مرزا قادیانی کا وہابی اندازِ بیان

(فقہ حنفی کے) بعض مسائل ایسے ہیں کہ قیاسِ صحیح کے بھی خلاف ہیں۔ ایسی حالت میں احمدی (قادیانی) علماء کا اجتہاد اولیٰ بالعمل ہے۔ دیکھو مفقود الخبر کیلئے نوے برس یا کم و بیش میعاد رکھی ہے یہ ہی نہیں کہہ دیا کہ نکاح نہ کرے، یہ واہیات ہے۔ (ملفوظات، حصہ ۵، صفحہ ۱۳۴)

مرزا قادیانی اور اکابرین اہل حدیث

مرزا قادیانی کو تقریباً پچاس سال کی عمر میں دوسری شادی کا جھوٹا لہام ہوا تو مرزا قادیانی نے مولوی محمد حسین بٹالوی (اہلحدیث) سے رابطہ کیا، شاید بٹالوی صاحب کا اُس وقت میرج بیورو چلتا تھا۔ جب اس بات کا تذکرہ اُن کے سامنے ہوا تو بٹالوی صاحب کو اپنے اہلحدیث دوست

میر صاحب کی لڑکی کا خیال آیا جو اس وقت کوئی اٹھارہ برس کی تھی۔ پہلے پہل تو میر صاحب نے مرزا کی زیادہ عمر کی وجہ سے منع کر دیا لیکن بٹالوی صاحب کو مرزا قادیانی کی علمیت اور شرافت پر یقین تھا اس لیے بار بار میر صاحب سے اسرار کرتے تھے اور بالآخر بٹالوی صاحب نے مرزا قادیانی کی شادی کروا ڈالی۔ اس شادی کا مزید احوال مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد سے سُنئے۔۔۔ وہ لکھتے ہیں:

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ میری شادی سے پہلے حضرت صاحب (مرزا قادیانی) کو معلوم ہوا تھا کہ آپ کی دوسری شادی دہلی میں ہوگی، چنانچہ آپ نے مولوی محمد حسین بٹالوی (اہلحدیث) کے پاس اس (بات) کا ذکر کیا۔ تو چونکہ اُس وقت اُس کے پاس تمام اہلحدیث لڑکیوں کی فہرست رہتی تھی اور میر صاحب بھی اہلحدیث تھے اور اُس (بٹالوی) سے بہت میل ملاقات رکھتے تھے اسلئے اُس نے حضرت صاحب (مرزا قادیانی) کے پاس میر صاحب کا نام لیا۔ آپ نے میر صاحب کو (اُن کی بیٹی کے نام شادی کا پیغام) لکھا، شروع میں میر صاحب نے اس تجویز کو بوجہ تفاوتِ عمر ناپسند کیا۔ مگر آخر رضامند ہو گئے اور پھر حضرت صاحب مجھے بیاہنے دئی گئے۔ آپ کے ساتھ شیخ حامد علی اور لالہ ملا وامل بھی تھے۔ نکاح مولوی نذیر حسین (اہلحدیث) نے پڑھا تھا۔ یہ ۲۷ محرم ۱۳۰۲ھ بروز پیر کی بات ہے اس وقت میری عمر اٹھارہ سال کی تھی۔ حضرت صاحب نے نکاح کے بعد مولوی نذیر حسین کو پانچ روپے اور ایک مصلیٰ نذر دیا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس وقت حضرت مسیح موعود کی عمر پچاس سال کے قریب ہوگی، والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ تمہارے تایا میرے نکاح سے ڈیڑھ دو سال پہلے فوت ہو چکے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ تایا صاحب ۱۸۸۳ء میں فوت ہوئے تھے جو کہ تصنیفِ براہین کا آخری زمانہ تھا اور والدہ صاحبہ کی شادی نومبر ۱۸۸۴ء میں ہوئی تھی اور مجھے والدہ صاحبہ سے معلوم

ہوا ہے کہ پہلے شادی کا اتوار مقرر ہوا تھا مگر حضرت صاحب نے کہہ کر پیر کروا دیا تھا۔ (سیرت مہدی، جلد اول، حصہ اول، صفحہ ۵۱)

مرزا قادیانی کے اہلحدیثوں سے کس قدر گہرے تعلقات تھے کہ ایک اہلحدیث عالم نے 50 برس بوڑھے مرزا قادیانی کا نکاح 18 سال کی کمسن لڑکی سے طے کروایا پھر دوسرے اہلحدیث عالم نے نکاح پڑھا دیا۔۔۔ سبحان اللہ! ایسے مضبوط مراسم کیا محض اتفاق تھے؟۔۔۔ یہ تعلقات کس قدر گہرے تھے مزید تفصیل مرزا قادیانی کے بیٹے سے سُنئے۔۔۔ لکھتے ہیں:

(مرزا قادیانی کی بیوی مرزا کے بیٹے بشیر احمد سے کہتی ہے) مولوی محمد حسین بٹالوی (اہلحدیث) کے ساتھ تمہارے نانا کے بہت تعلقات تھے۔ انہوں (بٹالوی) نے کئی دفعہ تمہارے ابا کے لئے سفارشی خط لکھا اور بہت زور دیا کہ مرزا صاحب بڑے نیک اور شریف اور خاندانی آدمی ہیں۔ مگر میری یہاں بھی تسلی نہ ہوئی کیونکہ ایک تو عمر کا بہت فرق تھا دوسرا ان دنوں میں دہلی والوں میں پنجابیوں کے خلاف بہت تعصب ہوتا تھا۔ بالآخر ایک دن میر صاحب نے ایک لدھیانہ کے باشندہ کے متعلق کہا کہ اسکی طرف سے بہت اصرار کی درخواست ہے اور ہے بھی وہ اچھا آدمی اسے رشتہ دیدو۔ میں نے اس کی ذات وغیرہ دریافت کی تو مجھے شرح صدر نہ ہوا اور میں نے انکار کیا۔ جس پر میر صاحب نے کچھ ناراض ہو کر کہا کہ لڑکی اٹھارہ سال کی ہو گئی ہے کیا ساری عمر اسے یونہی بٹھا چھوڑو گے۔ میں نے جواب دیا کہ ان لوگوں سے تو پھر غلام احمد ہی ہزار درجہ اچھا ہے، میر صاحب نے جھٹ ایک خط نکال کر میرے سامنے رکھ دیا کہ لو پھر غلام احمد کا بھی خط آیا ہوا ہے جو کچھ ہو ہمیں اب جلد فیصلہ کرنا چاہیے۔ میں نے کہا کہ اچھا پھر غلام احمد کو لکھ دو چنانچہ تمہارے نانا جان نے اسی وقت قلم دوات لیکر خط لکھ دیا اور اسکے آٹھ دن بعد

تمہارے ابا دہلی پہنچ گئے۔ اُن کے ساتھ ایک دونو کرتے اور بعض ہندو اور مسلمان ساتھی تھے۔
(سیرت المہدی، جلد اول، حصہ دوم، صفحہ ۴۰۰)

لیجئے! مرزا قادیانی کی بڑھاپے میں دوسری شادی بھی ہوئی تو وہ بھی بٹالوی صاحب کی مہربانی سے۔۔۔ اور وہ بھی اہلحدیث کمسن لڑکی سے۔۔۔ بوڑھے کذاب پر اس قدر احسانات محض رسمی تعلقات کی بناء پر ہر گز نہیں ہو سکتے، یقیناً شیوخ و ہابیہ اور مرزا لعین کے مابین غیر واجبی تعلقات تھے۔

یاد رہے کہ ۱۸۸۲ء کو مرزا کا دوسرا نکاح ہوا، جبکہ ۱۸۸۲ء یعنی نکاح سے دو برس پہلے تک مرزا قادیانی کی کتاب براہین احمدیہ کی تین جلدیں چھپ چکی تھیں۔ ۱۸۸۳ء میں مجاہد ختم نبوت مفتی غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا دجال کی گرفت فرمائی۔ جس کی تصدیق اُس وقت کے جید علمائے اہلسنت نے فرمائی، پھر ۱۸۸۶ء میں آپ کی کتاب تحقیقات دستگیریہ کے عربی ترجمہ پر علمائے حرمین شریفین نے مہر تصدیق ثبت فرمائی۔ یعنی جس وقت علمائے اہلحدیث مرزا جی کے دوسرے نکاح کی تیاریاں کر رہے تھے، اُس وقت علمائے اہلسنت و جماعت مرزا قادیانی کے عقائد و نظریات کا جنازہ نکال چکے تھے۔

ہمیں حیرت ہے کہ اس قدر گہرے راہ و رسم کے باوجود آج کے غیر مقلدین ردِ قادیانیت میں اولیت کے دعویدار ہیں حالانکہ اُس وقت ان اہلحدیثوں کے بڑے بڑے علماء مرزا قادیانی کے نکاح کے چھوہارے کھا رہے تھے۔ ان کے شیخ الکل میاں نذیر حسین دہلوی نومبر ۱۸۸۴ء میں دہلی میں میر صاحب اہلحدیث کی صاحبزادی سے مرزا قادیانی کا نکاح پڑھا رہے تھے اور اس رشتہ کو قائم کروانے والے اور اس کے لیے سفارشات کرنے والے مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب

مستقل پیش پیش تھے۔ سفارشات و تعاون صرف شادی تک ہی محدود نہ تھا بلکہ مرزا قادیانی کی حمایت میں بٹالوی صاحب نے کئی زوردار مضامین بھی تحریر فرمائے۔

تاریخ کے جھرونگوں میں جھانک کر دیکھئے تو بٹالوی صاحب ۱۸۹۱ء تک مرزا قادیانی کی کفریہ عبارات کی تاویل میں کرتے نظر آتے ہیں بایں وجہ علماءِ حرمین شریفین نے مرزا قادیانی کے ساتھ حسین بٹالوی پر بھی کفر کا فتویٰ دیا۔

مرزا قادیانی کے متعلق علمائے اہلحدیث کا موقف

سرخیل وہابیہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے اپنے ماہانہ رسالہ اشاعت السنہ میں مرزا قادیانی کی کتاب بُراہین احمدیہ پر جو پُر زور حمایت کی تھی آئیے کچھ اُس کا احوال بھی ملاحظہ کیجئے۔۔۔ چنانچہ بٹالوی صاحب اہلحدیث اپنے ہم مکتب مرزا قادیانی کی حمایت و نصرت میں کچھ یوں گویا ہوئے:

مؤلف براہین احمدیہ (یعنی مرزا قادیانی کذاب) کے حالات و خیالات سے جس قدر ہم واقف ہیں ہمارے معاصرین ایسے واقف کم نکلیں گے۔ مؤلف صاحب ہمارے ہموطن بلکہ اوائل عمر کے ہمارے ہم مکتب ہیں۔ اُس زمانہ سے آج تک خط و کتابت و ملاقات و مراسلت برابر جاری ہے۔ (صفحہ ۲۸۴)

مرزا لعین کے متعلق مزید فرماتے ہیں:

(مرزا قادیانی کذاب) شریعت محمدیہ پر قائم اور پرہیزگار و صداقت شعار ہیں۔ (صفحہ ۱۶۶)

دیکھ لیا آپ نے؟۔۔ ایک اہلحدیث مولوی مرزا کذاب کو مقدس لوگوں میں گنوار ہے تھے تو دوسرے نے پرہیزگاری کی تمام صفات مرزا جی میں تسلیم کر لیں۔ اسی پر بس نہیں مزید شوخیاں بھی ملاحظہ کیجئے، چنانچہ لکھتے ہیں:

کتاب براہین احمدیہ ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی۔ اور اس کا مؤلف (مرزا قادیانی) اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلی کتابوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے۔ (روحانی خزائن، جلد ۳، ازالہ اوہام، حصہ دوم، صفحہ ۱۵۸۱ اشاعت السنۃ، جلد ۷، ۱۸۸۴ء جون تا نومبر، صفحہ ۱۱۵۲ تاریخ احمدیت، جلد ۱، صفحہ ۱۷۲)

مرزا قادیانی کے کُفریات کی اس سے بڑھ کر اور کیا تائید ہو سکتی ہے؟۔۔ اور ان تائیدات سے مرزا کے حامیوں میں کس قدر اضافہ ہو اور کون سا فرقہ قادیانیت میں داخل ہونے لگا۔۔ اس کا احوال بھی ملاحظہ کیجئے۔

ابراہیم سیالکوٹی اہلحدیث کا صداری خطبہ

غیر مقلدین وہابی حضرات کے امام العصر اور شیخ الاسلام مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی نے لاہور میں ایک کانفرنس (۱۹۴۹ء) کے صداری خطبہ میں فرمایا:

اس سے بیشتر اسی طرح اختلاط سے جماعت اہلحدیث کے کثیر لوگ قادیانی ہو گئے۔ جس کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ ابتداء میں مولانا ابوسعید محمد حسین بٹالوی نے مرزا غلام احمد قادیانی سے ان کو الہامی مان کر ان کی موافقت کی اور ان کی تائید میں اپنے رسالہ اشاعت السنۃ میں زور دار مضامین

بھی لکھتے رہے۔ جس سے جماعت اہلحدیث کے معزز افراد مرزا صاحب کی بیعت میں داخل ہو گئے۔ (احتفال الجہور، صفحہ ۲۳)

سیالکوٹی صاحب! معزز افراد ایسے ہی کسی کی بیعت میں داخل نہیں ہو جاتے، آپ کے اہلحدیث بھائیوں نے مرزا کذاب میں کچھ تو یکسانیت ملاحظہ کی ہوگی۔ اہلحدیثوں کا مرزا کی بیعت کرنا اور مرزا کا اہلحدیثوں پر فدا ہونا فقہی، اعتقادی و نظریاتی یکسانیت کی بناء پر تھا چنانچہ مرزا قادیانی جب بھی بٹالہ تبلیغ کے لیے جاتا تو حسین بٹالوی کے گھر میں ہی رہتا تھا۔ وہیں رہ کر اپنی مجددیت اور براہین احمدیہ میں موجود الہامات کی تبلیغ کرتا۔ یہ الزام نہیں حقیقت ہے، ملاحظہ کیجئے۔۔۔

مرزا قادیانی کا ایک مرید روایت کرتا ہے کہ:

میں وطن جانے سے پہلے حضرت صاحب (مرزا قادیانی) کی ملاقات کے لئے قادیان کی طرف آیا مگر جب بٹالہ پہنچا تو اتفاقاً مجھے ایک شخص نے اطلاع دی کہ حضرت مرزا صاحب تو یہیں بٹالہ میں ہیں۔ چنانچہ میں حضرت کی ملاقات کے لئے گیا، اُس وقت آپ مولوی حسین بٹالوی (اہلحدیث) کے مکان پر ٹھہرے ہوئے تھے۔ میں جب گیا تو آپ باہر سیر سے واپس مکان کو تشریف لا رہے تھے چنانچہ میں حضور سے ملا اور حضور نے مجھ سے سفر کے حالات دریافت فرمائے جو میں نے عرض کئے۔ (سیرت المہدی، جلد اول، حصہ دوم، صفحہ ۳۲۵)

مرزا بشیر احمد کی زبانی ایک اور مرید کی گواہی بھی سن لیجئے، چنانچہ لکھتے ہیں:

ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ (مرزا کذاب کے بیٹے مرزا بشیر) سے بیان کیا کہ دعویٰ مسیحیت سے قبل مولوی محمد حسین بٹالوی کا مرزا قادیانی کے ساتھ بہت تعلق تھا۔ چنانچہ مجھے یاد

ہے کہ قادیان سے انبالہ چھاوٹی جاتے ہوئے آپ مع اہل و عیال کے مولوی محمد حسین صاحب کے مکان پر بٹالہ میں ایک رات ٹھہرے تھے اور مولوی صاحب نے بڑے اہتمام سے حضرت صاحب کی دعوت کی تھی۔ (سیرت المہدی، جلد اول، حصہ دوم، صفحہ ۳۸۲)

فکری یکسانیت کی بناء پر کیے جانے والے بٹالوی صاحب کے ان احسانات کا بدلہ مرزا قادیانی کچھ یوں اتارتے ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں:

سید احمد بریلوی شیل یوحنا تھے

جس طرح کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے یوحنا نبی خدا تعالیٰ کی تبلیغ کرتے ہوئے شہید ہوئے تھے۔ اسی طرح ہم (مرزا قادیانی) سے پہلے اسی ملک پنجاب میں سید احمد صاحب (مولوی اسماعیل دہلوی کے مرشد، خالص وہابی) توحید کا وعظ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ یہ بھی ایک مماثلت تھی جو خدا تعالیٰ نے پوری کر دی۔ (ملفوظات جلد ۵، صفحہ ۳۵۶)

انا لله وانا اليه راجعون! سرخیل وہابیہ مولوی سید احمد بریلوی وہ شخص ہے جس نے جہاد کے نام پر فساد برپا کیا، مرزا کذاب نے اُسے شیل یوحنا قرار دیکر اپنی مسیحیت پر بھونڈی دلیل قائم کی۔ مسیحیت تو ثابت نہ ہو سکی البتہ وہابیت سے رشتہ ثابت ہو گیا چنانچہ اسی ضمن میں مزید فرمایا:

سید احمد بریلوی کے کام کا اتمام

ہند میں دو واقعہ ہوئے، ایک سید احمد صاحب کا اور دوسرا ہمارا۔ اُن کا کام لڑائی کرنا تھا، اُنہوں نے شروع کر دی مگر اُس کا اتمام ہمارے ہاتھوں مقدر تھا۔ جو کہ اب اس زمانہ میں بذریعہ قلم ہو رہا

ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت جو نامرادی تھی وہ چھ سو برس بعد آنحضرت ﷺ کے ہاتھوں رفع ہوئی۔ خدا بھی فرماتا ہے کہ وہ کامیابی اب ہوئی۔ (ملفوظات، حصہ ۴، صفحہ ۱۹۲)

دیکھا آپ نے! مرزا قادیانی نے کس طرح ایک وہابی کو یوحنا نبی کا مثیل ٹھہرایا، یہی نہیں بلکہ سید احمد بریلوی کا کام اب مرزا قادیانی کے ہاتھوں پایہ تکمیل تک پہنچ رہا ہے۔ بس فرق تلوار اور قلم کا ہے، اُس کی تلوار تو مسلمانوں پر ہی چلی تھی اب تلوار نہیں مرزا کا قلم مسلمانوں کے خلاف چل رہا تھا اور دونوں کا مقصد محض انگریز سرکار کی خدمت تھا۔

سید احمد سے متعلق مرزا قادیانی کے تاثرات کے بعد اب امام الوہابیہ ابن عبد الوہاب نجدی کا حال بھی قادیانیوں کی زبانی سماعت کیجئے، چنانچہ قادیانیوں نے اپنے مسلمان ہونے اور اپنے بنیادی عقائد کی وضاحت کیلئے ۱۹۷۴ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی کے پورے ایوان پر مشتمل خصوصی کمیٹی کے سامنے محضر نامہ پیش کیا۔ جس میں واضح طور پر ابن عبد الوہاب نجدی کو مجدد مانا گیا ہے۔

محمد بن عبد الوہاب نجدی مجدد تھا

حضرت محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ جو مسلمانانِ حجاز کی بھاری اکثریت اور اعلیٰ حضرت شاہ فیصل کے عقیدہ کے مطابق بارہویں صدی کے مجدد تھے۔ (محضر نامہ، صفحہ ۸)

اس قدر دلائل و براہین نے مرزا قادیانی اور علمائے اہلحدیث کے درمیان گہرے تعلقات کو روز روشن کی طرح واضح کر دیا مگر اس سے ہر گز یہ گمان نہ کیا جائے کہ مرزا قادیانی اور علمائے وہابیہ

کارشتہ صرف حسن ظن اور ظاہری راہ و رسم تک محدود تھا کیوں کہ آئندہ صفحات میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ مرزا قادیانی اور اہلحدیث حضرات کے عقائد میں بھی یکسانیت پائی جاتی ہے۔

مرزا قادیانی اور عقائد اہل حدیث

عقائد اہلحدیث درست ہیں

شیخ خورشید احمد (نائب ایڈیٹر روزنامہ الفضل ربوہ) لکھتے ہیں:

جب آپ (مرزا غلام احمد قادیانی) نے مولوی محمد حسین صاحب (بٹالوی اہل حدیث) سے ان کا عقیدہ دریافت کیا اور اُس عقیدہ کو اسلام کے مطابق پایا تو آپ (مرزا غلام احمد قادیانی) نے بحث کرنے یا مقابلہ کرنے کے بجائے بھرے مجمع میں کہہ دیا کہ یہ عقیدہ تو درست ہے۔
(جماعت احمدیہ کی مختصر تاریخ، صفحہ ۱۹)

”اللہ جھوٹ بول سکتا ہے“

اہل حدیث عقیدہ:

پس لانسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد الی قولہ الا لازم آید کہ قدرت انسانی زائد از قدرت ربانی باشد۔ (یک روزہ فارسی، صفحہ ۱۷-۱۸)

ترجمہ: پس ہم نہیں مانتے کہ اللہ کا جھوٹ محال بالذات ہو ورنہ لازم آئے گا کہ انسانی قدرت اللہ کی قدرت سے زیادہ ہے۔

امکانِ کذبِ باری (اللہ تعالیٰ کے متعلق جھوٹ بولنے کا عقیدہ رکھنا) کُفر نہیں ہے۔ (شمع توحید، صفحہ ۱۱۲)

قادیانی عقیدہ:

میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ بسا اوقات خدا تعالیٰ میری نسبت یا میری اولاد کی نسبت یا میرے کسی دوست کی ایک آنے والی بلا کی خبر دیتا ہے اور جب اس کے دفع کے لئے دعا کی جاتی ہے تو پھر دوسرا الہام ہوتا ہے کہ ہم نے اس بلا کو دفع کر دیا پس اگر اس طرح پر وعید کی پیشنگوئی ضروری الوقوع ہے تو میں بیسیوں دفعہ جھوٹا بن سکتا ہوں۔ (حقیقۃ الوحی، صفحہ ۱۹۸)

پس نص قرآن سے ثابت ہے کہ عذاب کی پیشنگوئی کا پورا ہونا ضروری نہیں۔ (تمتہ حقیقۃ الوحی، صفحہ ۱۳۱)

”اللہ تعالیٰ جہت اور مکان سے پاک نہیں“

اہل حدیث عقیدہ:

مولوی اسماعیل دہلوی لکھتا ہے:

تزیہ اد تعالیٰ از زمان و مکان و جہت و اثبات روت بلا جہت و محاذات۔۔۔ ہمہ از قبیل بدعات حقیقیہ است را گر صاحب آل اعتقادات مذکورہ را از جنس عقائد دینیہ فی شمارد (رسالہ ایضاح الحق، صفحہ ۳۵)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کو زماں و مکان و جہت سے پاک جاننا اور اللہ تعالیٰ کے دیدار کو بلا جہت و محاذات ماننا، یہ بدعاتِ حقیقیہ سے ہے، جب کہ ان اعتقادات کو عقائدِ دینیہ سے شمار کرے۔

قادیانی عقیدہ:

انی مع الرسول اقوم و افطر و اصوم۔ (حقیقۃ الوحی، صفحہ ۱۰۷)

ترجمہ: میں (اللہ تعالیٰ) اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں اور میں افطار کروں گا اور روزہ بھی رکھوں گا۔

میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا پس میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں، اے مرزا خدا تیری عرش پر حمد کرتا ہے اور عرش پر تیری تعریف کرتا ہے۔ (ضمیمہ تحفہ گوڑویہ، صفحہ ۲۲)

”اللہ کا جسم ہے“

اہل حدیث عقیدہ:

اللہ تعالیٰ کیلئے اس کی ذاتِ مقدس کے لائق بلا تشبیہ یہ اعضاء ثابت ہیں: چہرہ، آنکھ، ہاتھ، مٹھی، کلائی، درمیانی انگلی کے وسط سے کہنی تک کا حصہ، سینہ، پہلو، کوکھ، پاؤں، ٹانگ، دونوں بازو۔ (ہدیۃ المہدی، جلد ۱، صفحہ ۹)

قادیانی عقیدہ:

یہ مجموعہ عالمِ خدائے تعالیٰ کیلئے بطور ایک اندام واقع ہے۔ قیوم العالمین (یعنی خدا) ایک ایسا

وجودِ اعظم ہے جس کے بے شمار ہاتھ بے شمار پیر اور ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لا انتہا عرض و طول رکھتا ہے اور تیندوے کی طرح اس وجودِ اعظم کی تاریں بھی ہیں۔ (توضیح المرام، صفحہ ۳۳)

”انبیاء علیہم السلام معصوم نہیں“

اہل حدیث عقیدہ:

ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ انبیاء علیہم السلام معصوم نہیں ہیں۔ (فتاویٰ حدیثیہ، صفحہ ۸۷)

قادیانی عقیدہ:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضرت یحییٰ کے ہاتھ پر اپنے گناہوں سے توبہ کی۔ (دافع البلاء، صفحہ ۴، حاشیہ)

مرزا قادیانی اور وہابی فقہ

اہل حدیث عرف وہابی حضرات میں ڈھٹائی کا عنصر ہمیشہ غالب نظر آتا ہے، لہذا آپ جتنے ہی دلائل قائم کر لیں بہر صورت آپ ان سے یہی سنیں گے کہ مرزا قادیانی حنفی تھا۔۔۔ لیکن ہر ذی شعور صاحب تحقیق پر یہ بات ہرگز پوشیدہ نہیں رہ سکتی کہ مرزا قادیانی کے فقہی معمولات حنفیت کے مخالف تھے۔ کیا مرزا نماز میں رفع یدین نہیں کرتا تھا؟۔۔۔ سینے پر ہاتھ نہیں باندھتا تھا؟۔۔۔ آئین بالجر اور فاتحہ خلف الامام کا قائل نہیں تھا؟۔۔۔ ایک رکعت علیحدہ وتر نہیں

پڑھتا تھا؟۔۔ نماز جنازہ میں قرأتِ سورۃ فاتحہ کا عامل نہیں تھا؟۔۔ طلاقِ ثلاثہ میں اہل حدیث مذہب کا مؤید نہیں تھا؟۔۔

یقیناً تمام معمولات اہل حدیث فقہ کے مطابق ہی تھے، تو پھر وہ حنفی کیسے ہو سکتا ہے؟۔۔ آئیے ہم آپ کو دکھاتے ہیں کہ مرزا قادیانی کس فقہ پر عمل کرتا تھا؟ چنانچہ مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد نے کتاب سیرت المہدی میں لکھا کہ:

عقائد و تعامل کے لحاظ سے دیکھیں تو آپ (مرزا قادیانی) کا طریق حنفیوں کی نسبت اہل حدیث سے زیادہ ملتا جلتا ہے۔ (سیرت المہدی، حصہ دوم، صفحہ ۴۹، سن اشاعت اپریل ۱۹۳۹)

مرزا بشیر احمد گھر کا بھیدی ہے، آخر اس سے بہتر کون جانتا ہوگا کہ مرزا کذاب کا فقہی مسلک کیا ہے۔۔۔ بہر حال ہم اپنے موقف کی صداقت پر مزید حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔

سیرت المہدی حصہ سوم میں مرزا کا بیٹا اور خلیفہ ثانی لکھتا ہے کہ:

مرزا صاحب سینے پر ہاتھ باندھتے تھے، رفع یدین کرتے تھے، وتر ایک الگ پڑھتے تھے۔

اور سیرت مہدی حصہ دوم میں لکھا ہے کہ:

مرزا صاحب زور دیتے تھے کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنی ضروری ہے۔

سینے پر ہاتھ اور رفع یدین

مرزا صاحب کو بارہا نماز فرضیہ اور تہجد پڑھتے دیکھا۔ آپ (مرزا قادیانی) نماز نہایت اطمینان سے پڑھتے، ہاتھ سینے پر باندھتے، دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو سہار لیتے، آمین آہستہ پڑھتے تھے، رفع یدین کرتے تھے، رفع سبایہ یاد نہیں مگر غالباً کرتے تھے۔ تہجد میں دو رکعت وتر جدا پڑھتے اور پھر سلام پھیر کر ایک رکعت الگ پڑھتے تھے۔ (سیرت المہدی، حصہ سوم، صفحہ ۵۴۵۔

(۵۴۶)

(مرزا قادیانی) تکبیر کہتے اور پھر دونوں ہاتھوں کو نیچے لا کر سینہ یعنی دونوں پستانوں کے اوپر یا ان کے متصل نیچے اس طور پر باندھتے ہیں کہ بائیں ہاتھ نیچے اور دایاں ہاتھ اوپر ہوتا ہے۔ (فتاویٰ احمدیہ، صفحہ ۷۴)۔

فاتحہ خلف الامام

مرزا صاحب بڑی سختی کے ساتھ اس بات پر زور دیتے تھے کہ مقتدی کو امام کے پیچھے بھی سورۃ فاتحہ پڑھنی ضروری ہے۔۔۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حنفیوں کا عقیدہ ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی کو خاموش کھڑے ہو کر اس کی تلاوت کو سننا چاہئے اور خود کچھ نہیں پڑھنا چاہئے۔ اور اہل حدیث کا یہ عقیدہ ہے کہ مقتدی کے لئے امام کے پیچھے بھی سورۃ فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہے اور حضرت صاحب (مرزا قادیانی) اس مسئلہ میں اہل حدیث کے مؤید تھے مگر باوجود اس عقیدہ کے آپ غالی اہل حدیث کی طرح یہ نہیں فرماتے تھے کہ جو شخص سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔ (سیرت المہدی، حصہ دوم، صفحہ ۴۹-۵۰)

یہ جھوٹ ہے کہ مرزا قادیانی عالی الہمدیوں کی طرح یہ نہیں فرماتے تھے کہ جو شخص سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی کیوں کہ تذکرۃ المہدی میں خود مرزا قادیانی کے الفاظ گواہی دے رہے ہیں کہ مرزا دجال پکا الہمدی تھا۔ چنانچہ صاحب تذکرۃ المہدی لکھتے ہیں:

مولوی عبدالکریم (قادیانی) صاحب مرحوم ایک دفعہ فرماتے تھے کہ ایک شخص سیالکوٹ یا اس کے گرد و نواح کارہنے والا تھا اور ہر روز ہم اس کو امام کے پیچھے نماز میں الحمد پڑھنے کو کہتے تھے اور ہم اپنی دانست تمام دلیلیں اس بارہ میں دے چکے مگر اس نے نہیں مانا۔ اور الحمد للہ امام کے پیچھے نہ پڑھی اور یوں نماز ہمارے ساتھ پڑھ لیتا۔ ایک دفعہ مرزا صاحب کی خدمت میں قادیان شریف آ گیا ایک روز اس قسم کی باتیں ہونے لگی صرف مرزا صاحب نے فرمایا کہ نماز میں الحمد شریف امام کے پیچھے پڑھنی چاہئے اور کوئی دلیل قرآن شریف یا حدیث شریف سے بیان نہیں کی۔ وہ شخص اتنی بات سن کر امام کے پیچھے نماز میں الحمد شریف پڑھنے لگا اور کوئی حجت نہیں کی۔ ایک شخص نے سوال کیا کہ مرزا صاحب جو شخص نماز میں الحمد امام کے پیچھے نہ پڑھے اس کی نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ حضرت اقدس (مرزا غلام احمد قادیانی) نے فرمایا کہ یہ سوال نہیں کرنا چاہئے کہ نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ (بلکہ) یہ سوال کرنا اور دریافت کرنا چاہئے کہ نماز میں الحمد امام کے پیچھے پڑھنا چاہئے کہ نہیں؟ ہم کہتے ہیں کہ ضرور پڑھنی چاہئے ہونا نہ ہونا تو خدا تعالیٰ کو معلوم ہے۔ حنفی نہیں پڑھتے اور ہزاروں اولیاء حنفی طریق کے پابند تھے اور خلف امام الحمد نہیں پڑھتے تھے۔ جب ان کی نماز نہ ہوتی تو وہ اولیاء اللہ کیسے ہو گئے چونکہ ہمیں امام اعظم سے ایک طرح کی مناسبت ہے اور ہمیں امام اعظم کا بہت ادب ہے ہم یہ فتویٰ نہیں دے سکتے کہ نماز نہیں ہوتی۔ اس زمانہ میں تمام حدیثیں مدون و مرتب نہیں ہوئی تھیں اور یہ بھید جو کہ اب کھلا ہے نہیں کھلا تھا۔ اس واسطے وہ معذور تھے اور اب یہ مسئلہ حل ہو گیا اب اگر نہیں پڑھے گا

تو بے شک اس کی نماز درجہ قبولیت کو نہیں پہنچے گی۔ ہم یہی بار بار اس سوال کے جواب میں کہیں گے کہ الحمد نماز میں خلف امام پڑھنی چاہئے۔ (تذکرۃ المہدی، حصہ اول، صفحہ ۱۷۹-۱۸۰)

آخر کی تین سطور بغور پڑھ لیں، جس کا مطلب یہی ہے کہ اولیاء اللہ اور امام اعظم کا عمل امام کے پیچھے خاموش کھڑے رہنا یہ صرف احادیث کی فراہمی نہ ہونے کی وجہ سے تھا۔ اب چونکہ تمام احادیث مرتب ہو چکی ہیں اس لئے جو فاتحہ خلف امام کا قائل نہیں اس کی نماز قبول نہیں ہوگی۔ مزید تسلی کیلئے قادیانی مذہب کی نہایت مستند و معتبر کتاب فقہ احمدیہ ملاحظہ کیجئے، اُس میں لکھا ہے:

ہمارا مذہب تو یہی ہے کہ لا صلوة الا بفاتحہ الكتاب۔ آدمی امام کے پیچھے ہو یا منفرد ہو، ہر حال میں اُس کو چاہیے کہ سورۃ فاتحہ پڑھے۔ مگر امام کو نہ چاہیے کہ جلدی جلدی سورۃ فاتحہ پڑھے بلکہ ٹھہر ٹھہر کر پڑھے تاکہ مقتدی سن بھی لے اور پڑھ بھی لے۔ یا ہر آیت کے بعد امام اتنا ٹھہر جائے کہ مقتدی بھی اس آیت کو پڑھ لے۔ بہر حال مقتدی کو یہ موقع دینا چاہیے کہ وہ سن بھی لے اور اپنا پڑھ بھی لے۔ سورۃ فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہے، کیونکہ وہ اُمّ الکتاب ہے۔ (فقہ احمدیہ، صفحہ ۱۵۲)

آمین بالجہر

امین بالجہر کا مسئلہ بھی ایک معرکہ آرا مسئلہ رہا ہے اور اس میں بھی حدیث اور فقہ میں اختلاف ہے۔ احادیث سے ثابت ہے کہ امین بالجہر کہنی درست ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اکثر صحابہ کرام امین بالجہر کہتے تھے۔ (سلسلہ نمبر ۱ نماز، صفحہ ۱۳۴)

نماز تراویح

آنحضرت ﷺ کی سنت دائمی تو وہی آٹھ رکعات ہیں۔ (فقہ احمدیہ، حصہ عبادات، صفحہ ۲۰۸)

نمازیں جمع کرنا

بیماری، سفر، بارش، طوفانِ باد و باراں، سخت کچھڑ، سخت اندھیرے میں جبکہ مسجد میں بار بار آنے جانے کی دقت کا سامنا ہو، اسی طرح کسی اہم دینی اجتماعی کام کی صورت میں ظہر و عصر، مغرب اور عشاء کی نمازوں کو جمع کیا جاسکتا ہے۔ جماعت سے بھی اور اکیلے بھی۔ جمع تقدیم یعنی ظہر کے وقت میں ظہر اور عصر اور جمع تاخیر یعنی عصر کے وقت میں ظہر اور عصر دونوں صورتیں جائز ہیں۔ اسی طرح مغرب کے وقت میں مغرب اور عشاء کی نمازیں اکٹھی پڑھنا جمع تقدیم ہے اور عشاء کے وقت میں مغرب اور عشاء کی نمازیں اکٹھی پڑھنا جمع تاخیر ہے۔ نمازیں جمع کرنی ہوں تو ایک آذان کافی ہے۔ البتہ اقامت ہر ایک نماز کے لئے الگ الگ ہوگی۔ (فقہ احمدیہ، حصہ عبادات، صفحہ ۱۸۳)

مرزا قادیانی نے ۳ دسمبر ۱۹۰۲ء میں تقریر کرتے ہوئے کہا:

دیکھو! ہم بھی رخصتوں پر عمل کرتے ہیں۔ نمازوں کو جمع کرتے ہوئے کوئی دو ماہ سے زیادہ ہو گئے ہیں۔ بسبب بیماری کے اور تفسیر سورۃ فاتحہ کے لکھنے میں بہت مصروفیت کے سبب ایسا ہو رہا ہے۔ اور ان نمازوں کے جمع کرنے میں تجمع له الصلوٰۃ کی حدیث بھی پوری ہو رہی ہے کہ مسیح موعود کی خاطر نمازیں جمع کی جائیں گی۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مسیح

موعود نماز کے وقت پیش امام نہ ہوگا بلکہ کوئی اور ہوگا اور نہ پیش امام مسیح موعود کی خاطر نمازیں جمع کرائے گا۔ (فقہ احمدیہ، حصہ عبادات، صفحہ ۱۸۵)

نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ

تکفین کے بعد جنازہ کو کندھوں پر اٹھا کر جنازہ گاہ لے جایا جائے۔ وہاں نماز جنازہ کے لئے حاضر لوگ امام کے پیچھے صف باندھیں۔ زیادہ لوگ ہوں تو صفیں طاق بنائی جائیں۔ امام صفوں کے آگے درمیان میں کھڑا ہو۔ میت اس کے سامنے ہو۔ امام بلند آواز سے تکبیر تحریمہ کہے، مقتدی بھی آہستہ آہستہ آواز میں تکبیر کہیں، اس کے بعد ثناء اور سورۃ فاتحہ آہستہ آواز سے پڑھی جائے پھر امام بغیر ہاتھ اٹھائے بلند آواز سے دوسری تکبیر کہے اور مقتدی بھی آہستہ آواز سے کہیں۔ پھر درود شریف جو نماز میں پڑھتے ہیں پڑھا جائے، پھر تیسری تکبیر کہی جائے اور میت کیلئے مسنون دعا کی جائے۔ اس کے بعد چوتھی تکبیر کہہ کر امام دائیں بائیں بلند آواز سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہے اور مقتدی آہستہ آواز سے یہ سلام کہیں۔ (فقہ احمدیہ، حصہ عبادات، صفحہ ۲۳۹)

نماز جنازہ باجماعت ادا کی جاتی ہے۔ مگر قرأت بلند نہیں ہوتی۔ سب سے پہلے امام کو تکبیر تحریمہ کہنی چاہیے اور مقتدی کو بھی۔ اس کے بعد وہی معمولی دعا بوہر نماز میں پڑھی جاتی ہے۔ پھر اعوذ اور بسم اللہ کے بعد سورۃ فاتحہ پڑھنی چاہئے۔ (مگر اس کے ساتھ کسی دوسری سورت کے پڑھنے کی ضرورت نہیں) پھر دوسری تکبیر کہہ کر درود شریف پڑھنا چاہیے اور پھر تیسری تکبیر کہہ کر مندرجہ ذیل دعا پڑھیں۔ (سلسلہ نمبر ۱، حصہ نماز، صفحہ ۱۶۳ - ۱۶۴)

قادیانی مذہب کے دونوں گروہوں کی عبارات کو پڑھیں اور پھر کسی اہل حدیث سے پوچھیں کہ تعوذ و تسمیہ و سورۃ فاتحہ نماز جنازہ میں ہے یا نہیں؟ تو کوئی اہل حدیث انکار نہ کرے گا لہذا امان لینا چاہیے کہ قادیانی حضرات اہلحدیثوں کی فقہ پر عمل کرتے ہیں۔

غائبانہ نمازِ جنازہ

بوقتِ ضرورت کسی غیر معمولی شخص کی نماز جنازہ غائب بھی پڑھی جاسکتی ہے۔ اسی طرح جس کا جنازہ کسی نے نہ پڑھا ہو یا بہت تھورے جنازہ میں شریک ہو سکے ہوں تو اس کی نماز جنازہ غائب پڑھنا بھی جائز ہے بشرطیکہ مقامی جماعت جنازہ غائب پڑھنے کا فیصلہ دے یا مرکز سے اس کی اجازت حاصل کر لی جائے۔ (فقہ احمدیہ، حصہ عبادات، صفحہ ۲۳۹)

(مرزا کذاب نے) فرمایا کہ جو جنازہ میں شامل نہ ہو سکیں وہ اپنے طور سے دعا کریں یا جنازہ غائب پڑھ دیں۔ (فتاویٰ احمدیہ، صفحہ ۸۸)

جماعت احمدیہ نماز جنازہ غائب کی قائل ہے۔ (فقہ احمدیہ، صفحہ ۲۵۱)

تکبیراتِ عیدین

تعوذ سے پہلے امام سات (۷) تکبیرات بلند آواز سے کہے اور مقتدی آہستہ آواز سے یہ تکبیرات کہیں۔۔۔ پھر دوسری رکعت کے لئے اٹھتے ہی پانچ (۵) تکبیرات پہلی تکبیرات کی طرح کہے۔ (فقہ احمدیہ، صفحہ ۱۷۹)

پگڑی پر مسح

پگڑی پر مسح میں اختلاف ہے، میری سمجھ میں جائز ہے۔ (فتاویٰ احمدیہ، صفحہ ۶۶)

طلاقِ ثلاثہ

جب کوئی ایک ہی جلسہ میں طلاق دے تو یہ طلاق ناجائز ہے اور قرآن کے خلاف ہے۔ اس لئے رجوع ہو سکتا ہے صرف دوبارہ نکاح ہو جانا چاہئے۔ اور اسی طرح ہم ہمیشہ فتویٰ دیتے ہیں اور یہی حق ہے۔ (فتاویٰ احمدیہ، صفحہ ۱۷۵)

یعنی ایک ساتھ تین طلاق دے دینے سے طلاق واقع نہیں ہوگی، لہذا فقہ احمدیہ کے مطابق اگر تین طلاقیں ایک دفعہ ہی دے دی جائیں تو ایک رجعی طلاق متصور ہوگی۔ جیسا کہ مرزا قادیانی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اگر تین طلاق ایک ہی وقت میں دی گئی ہوں تو اس خاوند کو یہ فائدہ دیا گیا ہے کہ وہ عدت کے گزرنے کے بعد بھی اس عورت سے نکاح کر سکتا ہے کیونکہ یہ طلاق ناجائز طلاق تھا اور اللہ و رسول کے فرمان کے موافق نہ دیا گیا تھا۔ (فقہ احمدیہ، حصہ دوم، صفحہ ۸۰-۸۱)

وحدت الوجود

صاحبزادہ سراج الحق نے ایک لطیفہ سنایا کہ میں وحدت الوجود کے مسئلہ کا قائل تھا۔ اور شہودیوں کا سخت مخالف۔ جب میں پہلے پہل مرزا صاحب کی خدمت میں پہنچا تو میں نے آپ سے اس کے متعلق سوال کیا، تو آپ نے فرمایا: کہ ایک سمندر ہے جس میں سے سب شاخیں

نکلتی ہیں مگر ہمیں شہودیوں والی بات درست معلوم ہوتی ہے کیونکہ قرآن شریف کے شروع ہی میں جو کہا گیا ہے الحمد للہ رب العالمین عالمین کا رب، تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رب اور ہے اور عالم اور ہے۔ ورنہ اگر وحدت وجود والی بات صحیح ہوتی تو رب العین کہا جاتا۔ (تذکرہ حبیب، صفحہ ۳۱۶-۳۱۷)

اس بات کا اظہار اہل حدیث عالم مولوی عبداللہ معمار امرتسری نے اپنی کتاب محمدی پاکٹ بک پر بھی کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

اگرچہ مرزا صاحب نے مسئلہ وحدت الوجود کے رد میں حضرت ابن العربی کو ملحد و زندیق وغیرہ قرار دیا ہے۔ (محمدی پاکٹ بک بجواب احمدیہ پاکٹ بک، صفحہ ۴۴۳)

ایصالِ ثواب

قل خوانی کی کوئی اصل شریعت میں نہیں ہے، دعا اور استغفار میت کو پہنچتی ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ملانوں کو اس سے ثواب پہنچ جاتا ہے سوا اگر انہیں کو مردہ تصور کر لیا جاوے تو ہم مان لیں گے۔ ہمیں تعجب ہے کہ یہ لوگ ایسی باتوں پر امید کیسے باندھ لیتے ہیں۔ دین اسلام تو ہم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا ہے اُس میں ان باتوں کا نام تک نہیں۔ صحابہ کرام بھی فوت ہوئے، کیا کسی کے قل پڑھے گئے؟ صد ہا سال کے بعد اور بدعتوں کی طرح یہ بھی ایک بدعت نکل آئی ہوئی ہے۔ (فتاویٰ احمدیہ، صفحہ ۸۹)

مردہ کے لئے قرآن پڑھنے کے متعلق (مرزا قادیانی نے) فرمایا: کہ اُسے (یعنی مردہ کو) قرآن کریم کا ثواب نہیں پہنچتا مگر صدقہ و خیرات کا ثواب مردے کو پہنچتا ہے کیونکہ قرآن کا پڑھنا

عبادات ہے۔ صدقہ بھی مردے کے اعمال میں نہیں لکھا جاتا بلکہ کسی اور رنگ میں اس کا ثواب ملتا ہے۔ (فقہ احمدیہ، حصہ عبادات، صفحہ ۲۶۱)

(مرزا قادیانی نے) فرمایا؛ ہم تو دیکھتے ہیں کہ وہاں (محافل فاتحہ خوانی میں) سوائے غیبت اور بے ہودہ بکواس کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ پھر یہ سوال ہے کہ آیا نبی کریم ﷺ یا صحابہ کرام و ائمہ عظام میں سے کسی نے یوں کیا؟ جب نہیں کیا تو کیا ضرورت ہے خواہ مخواہ بدعات کا دروازہ کھولنے کی؟ ہمارا مذہب تو یہی ہے کہ اس رسم کی کچھ ضرورت نہیں، ناجائز ہے۔ (فقہ احمدیہ، حصہ عبادات، صفحہ ۲۶۳-۲۶۴)

انا لله وانا اليه راجعون! کیسا ظلم ہے کہ ایصالِ ثواب جیسے مستحب فعل کو ناجائز و بدعت کہہ کر روکا جا رہا ہے۔ اور دلیل کیا ہے؟۔۔۔ بعینہ وہی الفاظ جو آپ اہل حدیث و ہابیوں سے بارہا سن چکے ہوں گے۔ بدعت ہمارا موضوع نہیں ورنہ ہم ایصالِ ثواب کی حقیقت پر قرآن و سنت سے دلائل نقل کرتے۔ جنہیں دلائل دیکھنے ہوں وہ حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی مایہ ناز تالیف جاء الحق مطالعہ فرمائیں۔

دلائل الخیرات کا ورد

ایک روز ایک شخص نے (مرزا قادیانی کذاب سے) سوال کیا کہ دلائل الخیرات کا ورد اور پڑھنا کیسا ہے؟ فرمایا؛ دلائل الخیرات میں جتنا وقت خرچ ہو اگر نماز میں قرآن شریف کی تلاوت میں خرچ ہو تو کتنا فائدہ ہوتا ہے۔ یہ کتابیں قرآن شریف اور نماز سے روک دیتی ہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا کلام اور حکم ہے اور (دلائل الخیرات) انسانوں کا بناوٹی وظیفہ ہے۔ فرمایا؛ قرآن شریف کی آیتوں

اور سورتوں کا بھی لوگ وظیفہ کرتے ہیں اور یہ بدعت ہے اور نا سمجھی سے ایسا کرتے ہیں۔
(تذکرۃ المہدی، حصہ اول، صفحہ ۱۸۳-۱۸۴)

میلاد النبی ﷺ کی محافل

مولود کی محفلیں کرنے والوں میں آج کل دیکھا جاتا ہے کہ بہت سی بدعات ملالی گئی ہیں، جس نے ایک جائز اور موجب رحمت فعل کو حرام کر دیا ہے۔ (الحکم، جلد ۱، نمبر ۱۱، صفحہ ۵، ۲۴ مارچ ۱۹۰۳ء)

خدا کی پناہ! اہلحدیث وہابیوں اور دیوبندیوں نے بھی محافل میلاد النبی ﷺ کو ناجائز، حرام و بدعت قرار دینے کا یہی حیلہ تراشا ہوا ہے۔ حالانکہ دیانت داری کا تقاضہ تو یہ ہے کہ اگر بالفرض محافل میلاد میں کوئی بدعتِ شنیعہ داخل ہو گئی ہے تو محض اُس برائی کو بُرا کہا جائے ناکہ اصل فعل کو ہی ناجائز کہہ دیا جائے۔

حلوہ بھی بدعت!

نصف شعبان کی رات کو جو لوگ رسومِ حلوے وغیرہ کی کرتے ہیں، یہ سب بدعات ہیں۔ (فتاویٰ احمدیہ، جلد دوم، صفحہ ۷۵/فتاویٰ احمدیہ، صفحہ ۲۳۵)

معراج جسمانی کا انکار

(معراج) فانی بیداری اور فانی اشیاء (یعنی جسم) کے ساتھ نہ ہوئی تھی بلکہ وہ اور رنگ تھا۔ جبرائیل بھی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا تھا، اور نیچے اترتا تھا۔ جس رنگ میں

اُس کا اترنا تھا اسی رنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چڑھنا ہوا تھا۔ نہ اُترنے والا کسی کو اترتا نظر آتا تھا اور نہ چڑھنے والا کوئی چڑھتا ہوا دیکھ سکتا تھا۔ حدیث شریف جو بخاری میں ہے میں آیا ہے کہ تم اسقیظ یعنی پھر جاگ اٹھے (یعنی معراج بیداری میں نہیں ہوئی تھی)۔ (فتاویٰ احمدیہ، صفحہ ۷۳)

غیر اللہ سے مدد

مردوں سے مدد مانگنے کے طریق کو ہم نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ یہ ضعیفُ الایمان لوگوں کا کام ہے کہ مردوں کی طرف رجوع کرتے ہیں اور زندوں سے دور بھاگتے ہیں۔ (فتاویٰ احمدیہ، صفحہ ۱۰۰-۱۰۱، تقریر مورخہ ۱۳ مئی ۱۹۰۰)

دیکھ لیجئے! تمام تر نظریات مذہبِ اہلحدیث سے اُدھار لیے ہوئے ہیں، وہی زبان وہی اندازِ بیان۔ اسی پر بس نہیں، مزید فرماتے ہیں:

اور خدا کا رتبہ انسانوں اور مردوں کو دیتے ہیں۔ حاجت روا اور مشکلکشا صرف اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک تھی، مگر اب جس قبر کو دیکھو حاجت روا ٹھہرائی گئی ہے۔ میں اس حالت کو دیکھتا ہوں تو دل میں درد اٹھتا ہے۔ مگر کیا کہیں، کس کو جا کر سنائیں۔ دیکھو! قبر پر ایک شخص بیس برس بیٹھا ہوا پکارتا ہے تو اس قبر سے کوئی آواز نہیں آئے گی مگر مسلمان ہیں کہ قبروں پر جاتے ہیں اور ان سے مُرادیں مانگتے ہیں۔ میں کہتا ہوں: وہ قبر خواہ کسی کی بھی ہو اُس سے کوئی مراد برآ نہیں ہو سکتی۔ حاجت روا اور مشکلکشا تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔۔۔ اُس کو چھوڑ کر جو مردوں اور

عاجز بندوں کی قبروں پر جا کر اُن سے مرادیں مانگتا ہے اس سے بڑھ کر بد نصیب کون ہو سکتا ہے۔ (فتاویٰ احمدیہ، صفحہ ۱۰۴-۱۰۵)

ماہِ محرم کے ایصالِ ثواب

کسی نے ماہِ محرم کے ایصالِ ثواب کے متعلق سوا کیا تو مرزا قادیانی نے کیا جواب دیا، ملاحظہ فرمائیے:

سوال: محرم کی دسویں کو جو شربت و چاول وغیرہ تقسیم کرتے ہیں اگر یہ اللہ بہ نیتِ ایصالِ ثواب ہو تو اس کے متعلق حضور (مرزا قادیانی) کا کیا ارشاد ہے؟

جواب: فرمایا؛ ایسے کاموں کے لئے دن اور وقت مقرر کرنا ایک رسم و بدعت ہے اور آہستہ آہستہ ایسی رسمیں شرک کی طرف لے جاتی ہیں، پس اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔ کیونکہ ایسی رسموں کا انجام اچھا نہیں۔ ابتداء میں اسی خیال سے مگر اب تو اس نے شرک اور غیر اللہ کے نام کا رنگ اختیار کر لیا ہے اس لئے ہم اسے ناجائز قرار دیتے ہیں۔ جب تک ایسی رسموں کا قلع قمع نہ ہو عقائد باطلہ دور نہیں ہوتے۔ (فقہ احمدیہ، صفحہ ۲۶۲)

آپ نے پڑھا؛ کہ وہ سب باتیں جن میں اہل حدیث حضرات حنفیوں سے بحث و مباحثہ کرتے ہیں وہ سب باتیں مرزا قادیانی کے عمل میں تھیں۔ رفع یدین ہو یا فاتحہ خلف الامام، سینے پر ہاتھ باندھنا، آمین بالجسر ہو یا ایک و تریا آٹھ رکعات تراویح۔ نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنا ہو یا طلاق ثلاثہ، قرآن خوانی ہو یا سمع موتی یا عاشورہ کی نیاز۔ مولود خوانی ہو یا قیام یا وحدت الوجود کا مسئلہ، دلائل الخیرات کا ورد ہو یا استمداد لغیر اللہ۔ تمام تر عقائد و نظریات ہو بہو الحمد للہ وہابی

مذہب کے مطابق اور مذہبِ حنفی کے خلاف ہیں لہذا یہ حق ہے کہ قادیانیت نے وہابیت کی کوکھ سے ہی جنم لیا ہے۔

ہم نے طوالت کے خوف سے چند حوالہ جات ذکر کیے ہیں جن سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی براہین احمدیہ لکھنے سے پہلے ہی اہل حدیث وہابی تھا۔ صرف سنیوں کو مرزائی بنانے کے لیے فقہ حنفی کا نام استعمال کیا لیکن مرزا کو اس سے صرف ناکامی ہوئی کیونکہ مرزا کی دعوت پر لبیک اہل حدیثوں اور دیوبندیوں نے کہا جیسا کہ ہم نے گذشتہ صفحات میں احتفالِ لجمہور کے حوالہ سے وہابیوں کے شیخ الاسلام ابراہیم سیالکوٹی کا بیان نقل کیا ہے۔

باقیاتِ مرزا کذاب

مرزا قادیانی کے عقائد و معمولات کا احوال کا آپ پڑھ چکے، اب کچھ مرزا کذاب کے خلیفہ کے بارے میں ذکر کیا جائے گا تاکہ معلوم ہو سکے کہ مرزا قادیانی اپنے بعد جسے خلیفہ منتخب کر کے گیا اُس کے نظریات کیا تھے؟۔ مرزا قادیانی کا پہلا خلیفہ حکیم نور الدین تھا، وہ بھی مرزا قادیانی کی طرح پہلے سے اہل حدیث تھا اور اس کا بھی یہی معمول تھا کہ حنفیوں کو حنفیت سے متنفر کر کے اہل حدیث قادیانی بنایا جائے۔

جس کے کئی واقعات مرقاتُ الیقین فی حیاتِ نور الدین میں موجود ہیں، یہ کتاب مرزا قادیانی کے خلیفہ حکیم نور الدین کی سوانح حیات پر مشتمل ہے جسے حکیم قادیانی نے خود لکھوایا تھا۔ چنانچہ خلیفہ اول فرماتے ہیں:

اور چھوڑ دیا میں نے جب سے ہوش سنبھالا، روافض شیعہ معتزلہ خوارج کو اور ایسے مقلد جامد کو جو چھوڑنے والے ہیں نصوص قرآن و سنت کو اور احادیث صحیحہ کو واسطے ایک شخص کے قول کے۔ (مرقات الیقین فی حیات نور الدین، صفحہ ۶۹)

اسی کتاب میں سوانح نگار شاہ عبدالغنی صاحب کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

(شاہ عبدالغنی صاحب کے) بعض مریدین انیس ہزار دفع لا الہ الا اللہ ہر روز پڑھتے تھے۔ ایک شخص نے شکایت کی کہ (خلیفہ قادیانی) نور الدین اتنی محنت نہیں کرتا۔ نیز امام کے پیچھے الحمد پڑھتا ہے اور رفع یدین کا قائل ہے۔

سوانح نگار نے مرزا قادیانی کے خلیفہ حکیم نور الدین قادیانی کی حنفیت دشمنی پر مشتمل ایک واقعہ نقل کیا ہے، ملاحظہ فرمائیے کہ خلیفہ قادیانی کس طرح حنیفوں کو وہابیت کا زہر پلاتا تھا اور ائمہ مجتہدین سے متنفر کر کے گستاخی پر اکساتا تھا۔ چنانچہ سوانح نگار لکھتا ہے:

میرے (خلیفہ قادیانی کے) حجرہ کے ساتھ ایک اور حجرہ تھا، اُس میں مولوی نبی بخش نام چشتی جاپور کے رہنے والے رہتے تھے۔ ایک دفعہ ایک رکعت وتر کے معاملہ میں ان سے دوستانہ گفتگو تھی۔ جس میں انہوں نے مجھ سے کہا کہ ایک رکعت وتر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ کی تحقیقات کے خلاف ہے اور کوئی دلیل اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ امام کا فیصلہ کافی دلیل ہے کہ ایک رکعت کوئی نماز نہیں۔ کچھ دن کے بعد میں نے ان کو ایک کتاب میں نماز عاشقان دکھائی جو ایک رکعت ہوتی ہے اور ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر پڑھی جاتی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ نماز بہت ہی مجرب ہے، میں نے کہا: کہ یہ امام صاحب کی اس ایک رکعت والی تحقیق کے خلاف

ہے۔ تب انہوں نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں بڑی ہی گستاخی کے کلمات کہے۔ میں نے کہا اُس دن آپ اتنے مداح تھے یا اب ایسے گستاخ ہیں۔ تو کہنے لگے کہ وہ فقہاء کے مقابلہ میں ہیں اور یہ تو سلطان جی نے لکھا ہے۔ سلطان جی تو عرش پر پہنچنے والے ہیں انکے سامنے ابو حنیفہ وغیرہ ملا لوگوں کی کیا حقیقت ہے۔ تب میں نے فیصلہ کر لیا کہ محبت اور تقلید بھی بڑی تکلیف میں ڈالنے والی چیز ہے۔ (مرقات الیقین فی حیات نور الدین، صفحہ ۱۲۱-۱۲۲)

دیکھا آپ نے، مرزا قادیانی کا خلیفہ بھی مرزا قادیانی کی طرح ایک رکعت وتر کا قائل تھا۔ اور لوگوں کو فقہ حنفی سے متنفر کرتا تھا جس کے نتیجہ میں لوگ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں گستاخی بھی کر گزرتے تھے۔

مرزا قادیانی کے خلیفہ کی تقویۃ الایمان سے محبت

مرزا قادیانی کے پہلے خلیفہ حکیم نور الدین کی زندگی پر لکھی جانے والی دوسری کتاب حیات النور میں سوانح نگار نے ایک واقعہ نقل کیا ہے، جس سے آپ اندازہ لگا سکیں گے کہ امام الوہابیہ مولوی اسماعیل دہلوی کی بدنام زمانہ کتاب تقویۃ الایمان سے خلیفہ قادیانی کو کس قدر محبت تھی۔۔۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

بمبئی سے ایک تاجر آئے انہوں نے تقویۃ الایمان اور مشارق الانوار پڑھنے کی سفارش کی۔ یہ دونوں کتابیں اردو زبان میں تھیں جو آپ (خلیفہ حکیم نور الدین قادیانی) کو بہت پسند تھیں۔ اس لیے آپ نے ان کو خوب پڑھا۔ (حیات النور، باب اول، صفحہ ۱۲-۱۳)

دیکھا آپ نے! مرزا قادیانی کے خلیفہ اول رفع یدین بھی کرتے تھے، فاتحہ خلف الامام کے بھی قائل تھے، ایک رکعت وتر پڑھتے تھے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ تقویۃ الایمان کتاب کو دل و جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ حکیم نور الدین قادیانی ناصر ف تقویۃ الایمان کو پسند کرتے تھے بلکہ اسکے مصنف امام الہدایت مولوی اسماعیل دہلوی کی بھی بہت تعظیم کرتے تھے۔

مولوی اسماعیل دہلوی سے اس قدر محبت رکھتے تھے کہ کسی عالم کو اسماعیل دہلوی کے برابر ہی نہیں سمجھتے تھے۔ اس بات پر نور الدین کی اپنے استاد سے بھی بحث ہوئی، اُستاد کو بھی کہہ دیا کہ میں آپ کو تو کیا کسی عالم کو ان کے برابر نہیں سمجھتا۔ چنانچہ سوانح نگار لکھتے ہیں:

آپ (خلیفہ قادیانی حکیم نور الدین) کے ایک استاد تھے، مولوی ارشاد حسین صاحب۔ اُن کو جو پتہ لگا کہ آپ سلسلہ نقشبندیہ کا مرید ہونے کے باوجود مولوی اسماعیل دہلوی صاحب شہید کی بہت تعریف کرتے ہیں تو وہ بہت بگڑے اور کہا تم جانتے نہیں میں ان سے علم میں زیادہ ہوں۔ آپ (خلیفہ قادیانی) نے فرمایا: ہاں! آپ ان سے علم میں زیادہ ہی سہی لیکن یہی تو ان کا جذب ہے کہ میں ان کے مقابلہ میں آپ کو یا کسی کو نہیں سمجھتا۔ آپ کا جواب سن کر مولوی صاحب بہت خفا ہوئے۔ (حیات النور، باب اول، صفحہ ۲۳)

اس قدر اُلفت و محبت اور اعتقادی و فکری ہم آہنگی کے باوجود اگر قادیانی الہدایت نہیں تو ہم سمجھنے سے قاصر ہیں کہ وہابیت کس بیماری کا نام ہے۔